تعارف کتب

نام کتاب: ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم (پہلی تین جلدیں)

مصنف: پیر محمد کرم شاہ الازہری

ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

صفحات: جلد اول ۵۲۳

: جلد دوم ۶۱۰

: جلد سوم ۶۵۸

قیمت: تحریر نہیں ہے۔

عربی، فارسی، ترکی اور اردو کو اسلامی زبانیں ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ کیونکہ اسلامی علوم وفنون پر بنیادی مواد زیادہ تر انھیں زبانوں میں دستیاب ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اسلامی زبانوں میں اردو سب سے کم عمر ہونے کے باوجود اسلامی ادب سے مالا مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو لکھنے والے مصنفین نے دیگر اسلامی علوم وفنون کے دوش بدوش سیرت نگاری پر خصوصی توجہ دی۔ برصغیر میں ملا باقر آگاہ (متوفی ۱۲۲۰ھ) نے ریاض السیر اور قاضی بدر الدولہ (متوفی ۱۲۸۰ھ) نے فوائد بدریہ مرتب کر کے اردو نثر میں سیرت نگاری کا آغاز کیا۔

اردو نثر میں سیرت نگاری کا میدان بہت وسیع ہے۔ عربی اور فارسی زبانوں میں لکھی جانے والی امہات کتب سیرت کے اردو زبان میں ترجمے ہوئے، بعض کتب سیرت انگریزی اور دیگر زبانوں سے بھی اردو میں منتقل کی گئیں تاہم برصغیر کے سیرت نگاروں کا اصلی اور امتیازی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے سیرت طیبہ کے موضوع پر بلند پایہ علمی اور تحقیقی کتب لکھ کر اردو زبان کو ادب سیرت سے ممتاز اور مالا مال کر دیا۔ اگرچہ ایسی کتب کی ابھی تک صحیح تعداد بھی معلوم نہیں ہو سکی، تاہم اندازہ ہے کہ اردو میں لکھی گئی کتب کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ان میں تواریخ حبیب الہ، خطبات احمدیہ، سیرت محمدیہ، رحمتہ للعالمین، سیرۃ النبی، نشرالطیب، خطبات مدراس، اصح السیر، سیرت رسول عربی، النبی الخاتم، سیرۃ المصطفیٰ، جمال مصطفیٰ اور سیرت احمد مجتبیٰ قابل ذکر

ہیں۔

اردو کے ادب سیرت پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ امر بہت دشوار دکھائی دیتا ہے کہ سیرت نگاری کا کوئی ایسا پہلو یا سیرت طیبہ کا کوئی گوشہ تلاش کیا جائے جسے برصغیر کے سیرت نگاروں نے اپنی تحقیق و تصنیف کا موضوع نہ بنایا ہو۔ ان حالات میں یہ سوال ابھر کر سامنے آتا ہے کہ وہ کونسا داعیہ یا جذبہ تھا جس نے محترم جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری کو ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی طرف متوجہ کیا اور وہ کون کون سے پہلو ہیں۔ جو اس کتاب کو دیگر کتب سیرت سے ممتاز کرتے ہیں؟

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ فاضل مصنف اردو میں سیرت طیبہ پر ایک ایسی کتاب تصنیف کرنا چاہتے ہیں جس کا خمیر عشق رسول' ذات رسالت مآب سے والہانہ محبت اور فنا فی الرسول سے اٹھایا گیا ہو' تاکہ قاری جب اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کے قلب وذھن پر ایک ایسی ہستی کے ان مٹ نقوش مرتسم ہوں' جو محسن انسانیت' رحمتہ للعالمین اور رؤف رحیم ہے' تاکہ اس کی پیروی اور اطاعت گذاری آسان ہو۔ یہی وجہ ہے کہ فاضل مصنف نے ادب سیرت کے وسیع تر ذخیرہ سے ایسے موتی چن کر ضیاء النبی کی لڑی میں پروئے ہیں جو ان کے متعین کردہ بلند پایہ مقصد کو اجاگر کرتے ہیں۔

دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان بھی وسعت پذیر اور ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے اور ادب سیرت کا تاریخی ترتیب سے مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں' جو اردو زبان کے زندہ زبان ہونے کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے وقت فاضل مصنف نے یہ شعوری کوشش کی کہ کتاب ایسی شستہ' سلیس اور ٹکسالی زبان میں لکھی جائے کہ اس سے معاشرہ کے سارے طبقے مستفید ہوں۔

ضیاء النبی کی تین جلدیں ہمیں مطالعہ کے لئے حاصل ہیں۔ یہ جلدیں تقریباً اٹھارہ سو صفحات پر مشتمل ہیں۔ ضیاء النبی کی پہلی جلد حیات مبارکہ کے پس منظر پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں ظہور قدسی کے وقت متمدن دنیا کے مذہبی' اخلاقی' معاشرتی' سیاسی اور معاشی حالات تفصیل سے بیان کئے گئے۔

اس تاریخی پس منظر کو فاضل مصنف نے قرآنی آیت "وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین" کا عنوان دیا ہے۔ اور ایران، یونان، سلطنت روم، مصر، ہندوستان، چین اور جزیرۃ العرب کے حالات الگ الگ بیان کئے ہیں۔ جزیرۃ العرب یعنی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے وقت ان نفوس قدسیہ سے بھی متعارف کرایا گیا ہے، جو سید الانبیاء کے نسب نامہ میں شامل ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ تک شجرہ نسب نقل کیا گیا ہے۔

ضیاء النبی کی دوسری جلد سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر مشتمل ہے۔ اس جلد کا آغاز ولادت باسعادت سے ہوتا ہے۔ اس جلد میں حضور کا معصوم بچپن، عہد شباب، کسب معاش، ازدواجی زندگی کا آغاز، کعبہ کی تعمیر نو، بعثت اور تبلیغ و اشاعت اسلام جیسے موضوعات شامل ہیں۔ اور یہ جلد واقعہ معراج کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے ہجرت مدینہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں پیش آنے والے واقعات اور ہجرت مدینہ کی تیاریوں پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب کی تیسری جلد کا آغاز ہجرت مدینہ سے ہوتا ہے اور پانچ ہجری میں پیش آنے والے "واقعہ افک" پر یہ جلد مکمل ہوتی ہے۔ اس جلد میں غزوہ بدر الکبریٰ، غزوہ احد، غزوہ نضیر، غزوہ ذات الرقاع جیسے اہم موضوعات بیان کئے گئے ہیں۔ شراب کی حرمت کا قطعی حکم اس جلد کا آخری عنوان ہے۔

مذکورہ بالا تینوں جلدوں کے مطالعہ سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ محترم پیر صاحب نے سیرت نگاری کا روایتی طریقہ اپنایا ہے کہ حیات رسولؐ کے واقعات ترتیب زمانی سے بیان کئے جائیں۔ اور سیرت طیبہؐ کے جن امور پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے فاضل سیرت نگار ایسے واقعات نہایت اختصار سے بیان کرتے ہیں البتہ جن امور میں ایک سے زیادہ اقوال یا روایات منقول ہیں، انہیں وہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سیرت نگار کا مختار قول بالکل واضح ہو جاتا ہے اور وہ مختلف فیہ امور میں تطبیق اور ترجیح کے اصول پر کاربند ہیں۔

ضیاء النبی کے مطالعہ سے حیات رسولؐ اور سیرت طیبہؐ کے بہت سے گوشے نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ ایسے واقعات کی یہاں فہرست پیش کی جا سکتی ہے اور نہ ہی انہیں دہرایا جا سکتا

ہے۔ البتہ نمونے کے طور پر ہر جلد سے ایک ایک واقعہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ ' فاضل سیرت نگار کا طرز استدلال ' بیان کی ندرت اور بالخصوص یہ واضح کیا جاسکے کہ فاضل سیرت نگار واقعہ کے دیگر متعلقات کو بھی کس طرح قارئین کے سامنے پیش فرماتے ہیں۔

پہلی جلد میں چین کے حوالے سے جب حضرت پیر صاحب بات کرتے ہیں تو نہایت اختصار اور اجمال کے ساتھ چین کی مذہبی صورت حال سے بھی قارئین کو مستفید فرماتے ہیں۔

اطلبوا العلم و لو کان بالصین کے فرمان نبوی سے چین کی اہمیت واضح ہے کہ وہاں علم کی شمعیں اور انسانی بصیرت کی قندیلیں فروزاں تھیں۔

مذہبی حوالے سے بھی چین اس عہد کی متمدن اقوام سے پیچھے نہیں تھا۔ ابتداء میں وہاں نہ صرف مظاہر فطرت کی پوجا کی جاتی تھی بلکہ وہاں قربانیوں کا بھی وسیع تر تصور اور نظام موجود تھا۔ چین کے مذہبی تصور میں روحانیت کا فقدان رہا۔ البتہ وہاں دنیوی' مادی ترقی اور دشمن پر غلبہ پانے کے لئے پوجاپاٹ کی جاتی تھی۔

چین کے باشندے مذہب کنفیوشس' تاؤمت اور بدھ مت جیسے مذاہب سے واقف ہی نہیں تھے۔ بلکہ بڑی تعداد میں ان کے پیرو تھے۔ چین ایک کثیر المذہبی (Multi Religion) معاشرہ ہے۔ جس میں انسان ایک وقت میں ایک سے زیادہ مذاہب پر عمل کر سکتا ہے۔

چنانچہ یہ عالمی کہاوت ہے کہ ایک چینی جب اقتدار میں ہوتا ہے تو وہ کنفیوشس کا پیرو ہوتا ہے۔ جب ریٹائر ہوتا ہے تو تاؤ مذہب اپنا لیتا ہے۔ اور جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ بدھ مت کا پیرو ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بدھ مت کے ذریعے اسے نروان حاصل ہو جاتا ہے اور ہندومت کے تناسخ کے عمل سے وہ نجات حاصل کرلیتا ہے"۔ (ملخص از ضیاء النبی ج ۱ ص ۲۲۹ ۔ ۲۳۵)

دوسری جلد میں ولادت باسعادت کے واقعہ کی مختلف جزئیات کا ذکر قارئین کے لئے یقیناً دلچسپی کا باعث ہو گا۔ کیونکہ ان امور پر سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ:

۱۔ ولادت پاک اسی سال ہوئی جس سال ابرھہ نامی بادشاہ نے بیت اللہ پر ہاتھیوں سے حملہ کیا تھا۔ جسے عام طور پر "عام الفیل" کہا جاتا ہے۔

۲۔ سیرت نگار اس امر پر بھی قریباً متفق ہیں کہ ولادت باسعادت قمری مہینے ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی۔

۳۔ یہ امر بھی متفق علیہ ہے کہ یہ ہستی صبح صادق کے وقت مکہ مکرمہ میں اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئی۔

البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ حضور علیہ صلوۃ و السلام کی ولادت باسعادت ربیع الاول کی کس تاریخ کو ہوئی ؟ تاریخ ولادت کا تعین کرتے وقت ربیع الاول کی ۲ ۔ ۸ اور ۹ تاریخ کے اقوال عام طور سے بیان کئے جاتے ہیں۔ جبکہ زیر تبصرہ کتاب میں فاضل سیرت نگار نے ۱۲ ربیع الاول کی مقبول عام تاریخ کو ہی ولادت کی تاریخ قرار دیا ہے اور اپنے مختار قول کی تائید میں مستند حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ میری ناقص رائے میں ان کی مضبوط ترین دلیل مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ مرفوع حدیث ہے:

عن جابر و ابن عباس انہما قالا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین ثانی عشر من شھر ربیع الاول ۔ وفیہ بعث۔ وفیہ عرج بہ الی السماء، وفیہ ھاجر، وفیہ مات ۔ ھو المشھور عند الجمھور۔

واضح رہے کہ مرفوع حدیث کے بعد کسی رائے یا فلکی حساب کی کوئی اہمیت نہیں۔ چنانچہ متقدمین میں ابن ہشام۔ ابن جریر طبری۔ الماوردی، ابن خلدون۔ ابن الجوزی اور ابن سید الناس یہی رائے رکھتے تھے۔ جب کہ معاصرین میں مولانا عبدالقدوس ہاشمی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، نواب صدیق حسن خاں اور مفتی محمد شفیع بھی ۱۲/ ربیع الاول کو ہی ترجیحاً تاریخ ولادت قرار دیتے ہیں۔ (ماخوذ از ضیاء النبی ج ۲ ص ۳۳ ۔ ۳۸)

جہاد کے بارے میں بعض سیرت نگاروں نے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا ہے اور غزوات نبوی کو دفاعی جنگیں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اردو سیرت نگاروں میں سرسید احمد خان اور مولانا شبلی نعمانی اس نظریے کے حامل دکھائی دیتے ہیں۔

درحقیقت غزوات رسول کی نوعیت دفاعی بھی تھی اور اقدامی بھی ۔ حق و باطل کے اولین معرکے غزوہ بدر ہی کو لیجئے تو یہ غزوہ بھی اقدامی فوجی کارروائی کی حیثیت رکھتا ہے اور فتح

مکہ بھی اقدامی کارروائی کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ اگرچہ فتح مکہ کے وقت باقاعدہ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

پیر کرم شاہ صاحب نے غزوات رسول کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ دعوت اسلام کی تکمیل، اسلامی ریاست کے قیام اور انسانوں کو امن و آشتی فراہم کرنے کے لئے غزوات ایک ناگزیر ضرورت تھے۔ جو اقدامی بھی تھے اور دفاعی بھی۔ اور عہد رسالت مآب میں لڑے جانے والے معرکوں میں فریقین کے ایک ہزار چالیس یا گیارہ سو چالیس افراد کام آئے۔ اتنی قلیل جانی قربانیوں اور نقصانات سے نوع انسانی کو جو فائدہ پہنچا وہ بے مثال اور بے عدیل ہے۔ جس کی مثال اقوام و ممالک کی جنگوں میں کہیں نہیں ملتی۔

(ماخوذ از ضیاء النبی ج ۳ ص ۲۷۷۔ ۲۸۳)

فاضل سیرت نگار کے منہج تحقیق کا جائزہ لیا جائے تو چند باتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ فاضل مصنف نے اپنے اختیار کردہ اقوال کو ثابت کرنے کے لئے قرآن حدیث، بنیادی کتب سیرت اور بلند پایہ کتب تاریخ سے استفادہ کیا ہے۔ اسی طرح مختلف دائرہ ہائے معارف بھی مآخذ کی فہرست میں شامل ہیں۔ جو کتاب کے مستند ہونے کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

۲۔ سیرت طیبہ کے واقعات کو عقیدے کی روشنی میں معروضی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۳۔ بعض فنی فروگزاشتوں کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے تاکہ آئندہ ایڈیشن مرتب کرتے وقت ان امور کو ملحوظ نظر رکھا جائے مثلاً، حوالہ جات نقل کرنے میں عدم یکسانیت اور بعض حوالہ جات میں ناشر اور سن طباعت کا مذکور نہ ہونا۔

۴۔ بعض کتب کے حوالہ جات حواشی میں مذکور ہیں لیکن فہرست مصادر میں ایسی کتب کے نام شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح ضیاء النبی کی ج ۱ ص ۴۰۰ پر لفظ "حضور" کی جغرافیائی تحقیق پیش کرتے وقت "المنجد" کا حوالہ دیا گیا ہے جو جغرافیہ یا اماکن کی نہیں بلکہ لغت کی معمولی درجے

کی کتاب ہے۔ جس کا حوالہ تحقیقی تقاضے پورے نہیں کرتا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ "المنجد" بھی فہرست مصادر میں شامل نہیں ہے۔

۵۔ فہرست مصادر (کتابیات) کے مرتب نے ہر جلد کی کتابیات کے اندراج میں تخصیص نہیں کی بلکہ ایک فہرست ہر جلد کے آخر میں شامل کر دی گئی ہے' اس طرح اس جلد کے آخر میں ان کتابوں کے نام بھی درج ہو گئے جن سے اس جلد میں استفادہ نہیں کیا گیا۔

ضیاء النبی کی زبان سلیس' عام فہم اور رواں ہے۔ حیات طیبہ کے مختلف واقعات بیان کرتے وقت زبان کی چاشنی اور محاورے کا بر محل استعمال قاری کیلئے مزید رغبت کا سبب ہے۔ یہ کتاب اردو کے سیرت ادب میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ جس کے لئے فاضل سیرت نگار عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہونگے۔

اس وقت تک ضیاء النبی کی تین جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں جبکہ فاضل مصنف یہ علمی منصوبہ سات جلدوں میں مکمل کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ یہ علمی منصوبہ جلد پایہ تکمیل کو پہنچے تاکہ اردو قارئین کو سیرت طیبہ پر ایک اور بیش بہا ذخیرہ نصیب ہو۔

محمد طفیل